حاشیہ

تفسیر البغوی

(معالم التنزیل)

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملّت،

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ اللہ

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

AlahazratNetwork.org

تعلیقاتِ رضا

(۲)

تفسیر معالم التنزیل پر حواشی

افادات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

ترجمہ و تحقیق

مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تقریباً پچاس علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار علمی تحقیقی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ خصوصاً بڑے سائز کی بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاوٰی رضویہ، جو علوم و فنون کا مستقل انسائیکلوپیڈیا ہے، آپ کی علمی کاوشوں اور اجتہادی بصیرت کا نادر شاہکار ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم و فنون کی کم و بیش تمام کتب متداولہ پر حواشی تحریر فرمائے جن میں کچھ چھپ چکے ہیں جبکہ بعض منتظر طباعت ہیں۔

AlahazratNetwork.org

جناب سید ریاست علی رضوی (انجینئر ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان کراچی ریسرچ ڈیپارٹمنٹ) نے ۱۹۷۰ء میں بریلی شریف میں قیام کے دوران اعلٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کی کتب و رسائل کے بارے مختلف حضرات سے تبادلۂ خیال کیا جو سود مند ثابت ہوا اور اس کے نتیجے میں حضرت مولانا خالد علی خان صاحب (نواسہ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا خان بریلوی) نے ان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے باسٹھ (۶۲) غیر مطبوعہ حواشی اور کچھ مطبوعہ رسائل مہیا فرمائے۔

اہل سنت و جماعت ہر دو حضرات کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے حضرت فاضل بریلوی کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

زیر نظر حواشی، تفسیر معالم التنزیل پر فاضل بریلوی کی علمی تعلیقات ہیں جن کی تحقیق و ترتیب اور ترجمہ کے ضمن میں راقم نے حتی المقدور سعی کی ہے، تاہم علمی بے بضاعتی کے پیش نظر کوتاہی کا اعتراف ہے اور قارئین سے مفید مشوروں اور اصلاح کی نہ صرف توقع بلکہ اپیل ہے۔

قابل قدر اساتذہ کرام حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی اور حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے قدم قدم پر راہنمائی فرما کر میرے [illegible] مسائل حل [illegible] اور حضرت علامہ مولانا [illegible] نے نظر ثانی کے ذریعہ تعاون فرمایا۔ راقم ان حضرات کا تہہ دل سے

ممنون ہے۔

مرکزی مجلس رضا لاہور کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس کی دینی وملی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ حکیم اہلِ سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی، اہلِ سنت وجماعت کے لیے سراپا خدمت، رأفت وشفقت اور مشعل راہ ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کی علمی وروحانی شخصیت سے بغض وعداوت کی دبیز تہوں کو ہٹا کر ملت اسلامیہ کو ان کی شخصیت سے روشناس کرانے میں مرکزی مجلس رضا کا معتد بہ حصہ ہے۔ دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجلس کے تعمیری منصوبوں کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور حضرت حکیم محمد موسیٰ سمیت اکابر اہلِ سنت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

AlahazratNetwork.org

محمد صدیق ہزاروی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

متوطن: چھتر ڈاکخانہ چھتر بٹ

تحصیل وضلع مانسہرہ — ہزارہ۔

AlahazratNetwork.org

امام حسین بن مسعود بغوی

(م ۵۱۶ھ)

شیخ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، خراسان کے ایک شہر بغ یا بغشور میں پیدا ہوئے تھے۔ اسی مناسبت سے آپ بغوی کہلاتے ہیں، آپ کا لقب محی السنہ ہے اور آپ شافعی فقہ کے بہت بڑے فقیہ اور عظیم محدث ومفسر تھے۔

آپ نے قاضی حسین قدس سرہ سے فقہ وحدیث کا درس لیا، علم وفضل کے بحر زخار اور زہد وتقویٰ میں بے مثال تھے۔ علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں:

امام بغوی، جلیل القدر امام، عابد وزاہد، محدث، مفسر، فقیہ، علم وعمل کے جامع اور طریقہ اسلاف پر گامزن تھے۔ قرآن کریم کی تفسیر اور احادیث نبویہ کی مشکلات کے حل کے سلسلہ میں کتابیں تصنیف کیں۔ ؎۱

آپ کی تفسیر معالم التنزیل ایک متوسط الحجم کتاب ہے اس میں آپ نے مفسرین صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال جمع کیے ہیں۔ شیخ تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب بن محمد حسینی (م ۸۷۵ھ) نے اس کی تلخیص کی ہے۔ ؎۲

امام بغوی، حیات مستعار کے تقریباً اسی سال پورے کرنے کے بعد ۵۱۶ھ میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اور طالقان میں اپنے شیخ قاضی حسین کے پہلو میں دفن کیے گئے

۱؎ تاج الدین سبکی : طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۴ ص ۲۱۴

۲؎ حاجی خلیفہ : کشف الظنون ج ۲ ص ۱۷۲۶

گئے۔ ۱؎

آپ نے درج ذیل تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل، مصابیح السنۃ، التہذیب فی فروع الفقہ الشافعی، الجمع بین الصحیحین اور شمائل النبی المختار۔ ۲؎

۱؎ ابن کثیر حافظ ، البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ، ۳ ، ۱۹۳

۲؎ عمر رضا کحالہ ، معجم المؤلفین ج ۴ ص ۶۱

AlahazratNetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱- قولہ تعالیٰ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ[1] - الایمان باللہ بتصدیق جمیع ضروریات الدین فان من کذب شیئاً منہا فقد کذب بہ فکفر بہ فکیف یؤمن بہ وفصل تصدیق الیوم الآخر لکونہ مہتما بالشان کما فصلہ ثالثا فی قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ مع دخولہ فی الاولین۔

تشریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

" بیشک ایمان والے اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور

۱- معالم التنزیل، زیر آیت (۲ : ۶۲)

نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم ۱؎

آیتِ مذکورہ بالا میں دو باتوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ ایمان کے پانچ ارکان ہیں۔

AlahazratNetwork.org

اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کی قبولیت و صحت، تمام ضروریاتِ دین ۲؎ کی تصدیق کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے جو باری تعالیٰ کے انکار کے مترادف ہے لہٰذا ایسے شخص کا ایمان کس طرح صحیح ہوگا؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی تصدیق تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کی متقاضی ہے تو پھر صرف قیامت پر ایمان کو خصوصیت کے ساتھ کیوں بیان فرمایا گیا؟

امام احمد رضا خاں بریلوی اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ چونکہ ایمان بالآخرۃ خاص اہمیت ۳؎ کا حامل ہے اس لئے اسے علیحدہ بیان فرمایا۔

۱؎ احمد رضا خاں بریلوی، امام، ترجمہ قرآن پاک "کنز الایمان"۔

۲؎ ضروریاتِ دین سے مراد وہ احکام و ارشادات ہیں جن کا دینِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ہونا خبرِ متواتر سے ثابت ہو اور جو عوام و خواص میں شہرتِ عامہ رکھتے ہوں جیسے وجودِ باری تعالیٰ، نمازِ پنجگانہ، حرمتِ شراب وغیرہ۔ (مشتاق احمد نظامی، علامہ، عقائد اہلسنت، ص ۳۷)

۳؎ ایمان و اعمال پر کلام کا مدار ایمان بالآخرۃ پر زیادہ ہے کیونکہ جب تک قیامِ قیامت اور حساب و کتاب، جزا و سزا کے قانونِ خداوندی کو تسلیم کیا جائے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی فضیلت و اہمیت اور کفر و اعمالِ بد کی برائیاں مصدق نہیں ہیں اس لئے قرآن پاک میں جا بجا یومِ آخرت پر ایمان کو خاص مقام دیا گیا ۱۲ (مترجم)

جیسے آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ؀ [1] میں آخرت پہ ایمان کو علیحدہ کرتے ہوئے تیسرے نمبر پہ بیان فرمایا حالانکہ پہلی دو باتوں میں ضمناً داخل تھا۔

۲۔ قوله ابن جریج والسدی [2] وابن عباس فی روایة اخری عند ابن کثیر [3]

تشریح

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازدیاد یقین کے حصول کی خاطر اللہ تعالےٰ سے مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت معلوم کرنا چاہی، اللہ تعالےٰ نے آپ کو چار پرندے حاصل کرنے اور پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد ذبح کرکے پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا تاکہ بلانے پر وہ زندہ ہوکر آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوں چنانچہ آپ نے اسی طرح کیا۔ قرآنِ پاک میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

امام بغوی نے اس سلسلے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں کہ پرندوں کے مخلوط گوشت کے اجزاء اور پہاڑوں کی تعداد کتنی تھی؟ حضرت

---

[1] آیت۔ (۲ : ۴)

[2] معالم التنزیل زیر آیت (۲ : ۲۶۰)

[3] ابن جریر (مخارجہ) نوٹ: تلاش بسیار کے باوجود تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نہ مل سکا جبکہ ابن کثیر نے یہ قول نقل کیا معلوم ہوتا ہے کہ ناقل سے نقل میں خطا ہوگئی اور ابن کثیر کو بواسطہ ابن جریر لکھ دیا ۱۲ (مترجم)

تشریح

شریعتِ اسلامیہ میں بعض باتوں کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی بعض سے اجتناب کا حکم دیا گیا اور کچھ امور کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی اور ان کے بارے میں سوال سے منع کیا گیا، ارشادِ باری تعالےٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

"اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ انہیں معاف کر چکا اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے سلسلے میں علامہ بغوی نے چند اقوال نقل فرمائے اور پھر عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا کے تحت حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی "بیشک اللہ تعالیٰ نے بعض چیزیں فرض کیں پس انہیں ضائع نہ کرو، کچھ کاموں سے روکا لہٰذا ان کے قریب نہ جاؤ، کچھ حدود مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض باتوں کو معاف کیا (اور معاذ اللہ) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھول نہیں پس اس میں بحث نہ کرو۔"

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اسی طرح کی روایت دار قطنی

AlahazratNetwork.org

نے بھی حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مرفوعًا[1] روایت کی ہے[2]

۶۔ قولہ یرکلونہم بارجلہم[3] اقول سبحٰن اللہ ایحتمل مثل ھٰذا من بعض المجہولات و انما حقہ ان یطوٰی ولا یروٰی[5]

تشریح

جب حضرت موسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر اللہ تعالٰے سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ اے اللہ تعالٰے! میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، اللہ تعالٰے نے فرمایا اے موسٰے! تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا، چنانچہ جب اللہ تعالٰے نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور حضرت موسٰی علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے (قرآن کریم)
اس واقعہ کے ضمن میں امام بغوی نے کسی نامعلوم کتاب کے حوالے سے ایک روایت نقل کی جو کسی طور پر بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے شایان شان نہیں، وہ روایت یہ ہے کہ (معاذ اللہ) فرشتوں نے آپ کو لاتیں مارنا

---

[1] جو روایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اسے مرفوع کہتے ہیں۔

[2] علی بن عمر الدارقطنی: سنن الدارقطنی، کتاب الرضاع ج ۴، ص ۱۸۴

[3] مایرکلونہ (مخطوطہ)

[4] معالم التنزیل زیر آیت (۷ : ۱۴۳)

[5] ان یطوم الاصرت یروی (مخطوطہ)

شروع کردیں اور کہا اسے پاکدامن عورت کے بیٹے! کیا تو رب العزت کو دیکھنے کی لالچ کرتا ہے؟

امام احمد رضا بریلوی یہ روایت نقل کرنے پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا اس قسم کی نامناسب روایات، نامعلوم کتب سے نقل کرنا معقول بات ہے؟ اس قسم کی روایات کو نقل کرنے کی بجائے انھیں غلط! نداز کردینا چاہیئے[1]

AlahazratNetwork.org

۷- قولہ ھو ہ، ثم عطفنا علی اسم اللّٰہ[2] قلت لکن علیہ اقتصر الجلال وھو انما یقتصر علی اصح الاقوال[3]

تشریح

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام قبول کرچکے تھے، ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اسلام لائے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی جماعت چالیس افراد پر مشتمل ہوگئی تو آیتِ کریمہ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ نازل ہوئی۔

لفظِ "مَن" کے محلِ اعراب میں علامہ بغوی نے اختلاف کیا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ محلِ جر میں ہے، اب عبارت یوں ہوگی حسبك اللّٰه وحسب من اتبعك الخ یعنی اے نبی (صلی اللہ علیک وسلم)

---

[1] یہاں روایت مذکورہ کو محض ضرورت کے تحت اور تردید کے لئے نقل کیا گیا۔ (مرتب)

[2] معالم التنزیل، زیرِ آیت (۸ : ۶۴)

آپ کو اور آپ کے متبعین مومنوں کو اللہ کافی ہے، بعض کے نزدیک یہ محل رفع میں ہے اور اسم جلالت (اللہ) پر اس کا عطف ہے۔ اب اس کا مطلب یہ ہوگا حسبك الله ومتبعوك من المؤمنين "آپ کو اللہ تعالیٰ اور آپ کے متبعین مومن کافی ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں، محل رفع میں ہونا زیادہ صحیح قول ہے کیونکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے صرف اسی کو بیان فرمایا[1] اور آپ اصح قول ہی بیان فرماتے ہیں۔

AlahazratNetwork.org

۸۔ قولہ قبولها بهم بِهِ رءوف رحيم وهو ايضا محض الفضل ولا يجب عليه شيئ۔

تشریح

لقد تاب الله على النبى ...... ثم تاب عليهم انه بهم رءوف رحيم الاية

آیت مذکورہ بالا کے تحت علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ اگر سوال کیا جائے کہ جب آیت کے شروع میں توبہ کا ذکر ہے تو دوبارہ توبہ کا بیان کیوں لایا گیا؟ جواب میں کہا جائیگا کہ وہ گناہ کے ذکر سے پہلے کی بات ہے اور وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اب جب گناہ کا ذکر کیا تو دوبارہ توبہ کا بیان ہوا اور اس سے مراد قبولیت ہے، علامہ بغوی نے حضرت ابن عباس

---

[1] تفسیر جلالین زیر آیت (۸: ۶۴) ص ۱۵۳

[2] معالم التنزیل، زیر آیت (۹: ۱۱۷)

رضی اللہ عنہا کا قول بھی نقل کیا کہ اللہ تعالے جس کی توبہ قبول فرمائے اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیگا۔

امام احمد بریلوی فرماتے ہیں کہ یہ قبولیت بھی محض اللہ تعالے کے فضل وکرم پر موقوف ہے اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

۹۔ قولہ اسناد بالاکثر جمیعہم له اقول لاشك ان منهم من لا یتبع ظنا ولا وهما ولا ادنی شبهة انما یتبع هوی نفسه عنادا واستکبارا مع استیقان بالحق۔

تشریح

مشرکین کے ذکر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما یتبع اکثرھم الا ظنا الآیۃ (ان میں سے اکثر گمان کی پیروی کرتے ہیں)

علامہ بغوی فرماتے ہیں اکثر سے مراد تمام مشرکین ہیں یعنی وہ سب کے سب دولت یقین سے عاری ہیں اور ان کے عقائد محض ظن وتخمین پر مبنی ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ بلا شبہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ظن ووہم اور ادنیٰ شبہ کے پیچھے بھی نہیں چلتے بلکہ وہ حق کو یقیناً پہچانتے ہیں اور محض تکبر وعناد کی بنا پر اپنے نفس کے پیروکار بنے ہوئے ہیں لہٰذا اکثر سے کل مراد لینا صحیح نہ ہوا۔

AlahazratNetwork.org

له معالم التنزیل، زیر آیت (۱۰ : ۳۶)

AlahazratNetwork.org

۱۱۔ قولہ اخذ عنہم الدین و العلم[۱] اقول علیک بشفاء الامام القاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ لان فیہ الشفاء۔

تشریح

سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کے ضمن میں ارشاد خداوندی ہے وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ الآیۃ (اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی اسکا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا)[۳]

هَمَّ بِهَا سے کیا مراد ہے؟ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ارادہ گناہ فرمایا؟ اس بارے میں علامہ بغوی نے بحث فرماتے ہوئے قیل کے ساتھ ایک قول نقل فرمایا، حضرت زلیخا نے ارادہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے ہم بستر ہوں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے لئے حضرت زلیخا کے زوجہ ہونے کی تمنا کی۔

علامہ بغوی یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ قول اور اس قسم کے دوسرے اقوال ناپسندیدہ ہیں کیونکہ یہاں علماء سلف کے اقوال کے مخالف ہیں جو دین اور علم کے مراکز اور منابع تھے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے بارے میں حضرت علامہ

---

[۱] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۲۴)

[۲] یوجد عنہم الدین والعمل (مخطوطہ)

[۳] احمد رضا بریلوی، مولانا : کنز الایمان

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف شفا شریف میں کافی وشافی بیان ہے لہٰذا اس کا مطالعہ از بس لازمی ہے۔

(ف) علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں [1]:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ولقد همت به وهم بها لولا ان رای برهان ربه کے بارے میں کئی فقہاء ومحدثین

AlahazratNetwork.org

[1] اصل عبارت یہ ہے: واما قول اللہ تعالیٰ فیہ ولقد همت به وهم بها لولا ان رای برهان ربه فعلی مذهب کثیر من الفقهاء والمحدثین ان هم النفس لا یؤاخذ به ولیست سیئة لقوله صلی اللہ علیه وسلم عن ربه اذا هم عبدی بسیئة فلم یعملها کتبت به حسنة فلا معصیة فی همه اذا واما علی مذهب المحققین من الفقهاء والمتکلمین فان الهم اذا وطنت علیه النفس سیئة واما اذا لم توطن علیه النفس من همومها وخواطرها فهو المعفو عنه وهذا هو الحق فیکون ان شاء اللہ تعالیٰ هم یوسف من هذا ویکون قوله وما ابرئ نفسی الآیة ای ما ابرئها من هذا الهم او یکون ذلك منه علی طریق التواضع والاعتراف بمخالفة النفس لما زکی قبل وبرئ وکیف وقد حکی ابو حاتم عن ابی عبیدة ان یوسف لم یهم وان الکلام فیه تقدیم وتاخیر ای ولقد همت به ولولا ان رای برهان ربه لهم بها وقد قال اللہ تبارك وتعالیٰ عن المرأة ولقد راودته عن نفسه فاستعصم وقال تعالیٰ کذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء وقال تعالیٰ وغلقت الابواب وقالت هیت لك قال معاذ اللہ انه ربی احسن مثوای الآیة قیل فی ربی اللہ وقیل الملك

کا مذہب یہ ہے کہ ارادہ نفس پر مواخذہ نہیں اور نہ یہ گناہ ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے لہذا ارادہ کرنے میں گناہ نہیں۔ محققین فقہاء اور متکلمین کے مسلک کے مطابق ارادہ کے ساتھ جب نفس کی آمادگی ہو تو گناہ ہے لیکن آمادگی اور تعلق خاطر کے بغیر معاف ہے اور یہی حق ہے اور یوسف علیہ السلام کا ارادہ بھی اسی نوعیت کا تھا اور آپ کا قول و ما ابرئ نفسی یا تو ارادہ سے عدم برأت ہے یا تواضع اور یا نفس نے سابقہ پاکیزگی اور برأت کی جو مخالفت کی اس کا اعتراف ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بارے میں گناہ کا تصور کس طرح کیا جاسکتا ہے جبکہ ابوحاتم نے ابوعبیدہ سے روایت کی کہ یوسف علیہ السلام نے ارادہ نہیں فرمایا اور کلام (آیت) میں تقدیم و تاخیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھتے تو ارادہ فرماتے، نیز قرآن پاک کی آیات میں حضرت زلیخا کا قول (مذکور) ہے کہ میں نے ان کا دل لبھانا چاہا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو بچالیا، نیز فرمایا اسی طرح ہوتا کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں اور اللہ تعالٰی نے فرمایا حضرت زلیخا نے دروازے بند کردیئے اور کہا آؤ تمہیں سے کہتی ہوں، آپ نے فرمایا اللہ تعالٰی کی پناہ، بے شک ... میرے رب نے مجھے اچھا ٹھکانا دیا۔ کہا گیا ہے کہ رب

وقیل ھم بھا ای بزجرھا و وعظھا وقیل ھم بھا ای غمھا امتناعھا عنھا وقیل ھم بھا نظر الیھا وقیل ھم بضربھا و دفعھا وقیل ھذا کلہ کان قبل النبوۃ۔

AlahazratNetwork.org

سے مراد یا اللہ تعالیٰ ہے یا بادشاہ (پرورش کنندہ ہونے کی وجہ سے)
بعض نے کہا ھم بہا کا مطلب ہے اس کو جھڑکا اور نصیحت فرمائی ایک
قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو
اس سے روک کر اس کو مغموم کر دیا، ایک قول یہ ہے کہ اس کی طرف نظر کی،
علاوہ اس کے اس کو مارنا اور دور کرنا بھی مراد لیا گیا ہے، ہاں ہر یہ سب کچھ
نبوت (کے حصول) سے پہلے ہے۔

AlahazratNetwork.org

۱۱- قولہ من الصغائر والصغائر تجوز على الانبياء عليهم السلام[1]
اذ لم يكن الا لمما۔

تشریح

مدارک نے بعض لوگوں کا قول نقل کیا کہ جو کچھ حضرت یوسف
علیہ السلام سے سرزد ہو گیا گناہ صغیرہ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے
صغائر کا صدور جائز ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں یہ بات (یعنی گناہ صغیرہ کی انبیاء
کرام کی طرف نسبت) اسی وقت صحیح ہے جب کہ محض صغیرہ کا قریب ہونا ہو
ارتکاب نہیں[2]

(ف) انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ صغیرہ کے سرزد ہونے کے بارے میں
جو لوگ جواز کے قائل ہیں ان کی تردید میں قاضی عیاض فصل فی الرد

---

[1] معالم التنزیل، زیر آیت (۱۲ : ۲۴)

[2] اللمم مقاربة الذنب من غير ان يقع فيه " المنجد، ص ۷۳۲

علیٰ من اجاز علیہم الصغائر کے تحت لکھتے ہیں[1]:-

"جن فقہاء و محدثین نے انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ صغیرہ جائز قرار دیا ہے اور جن متکلمین نے ان کی آواز پر لبیک کہی انہوں نے قرآن پاک کی کئی آیات اور بہت سی احادیث کے ظاہر کو دلیل بنایا، لیکن ظاہر کو دلیل بنانے سے کبائر کا جواز اور اجماع کا خلاف لازم آتا ہے اور اس (کبائر) کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں، مزید برآں صغائر کے جواز کا قول کس طرح کیا جاسکتا ہے کیونکہ جن آیات کو دلیل بنایا گیا ہے ان کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے اور اس کے مقتضیٰ میں کئی احتمالات باہم مقابل ہیں نیز اسلاف کے اقوال بھی ان دلائل کے خلاف ہیں، پس ان (مجوزین) کا مذہب اجماع بھی نہیں اور ان آیاتِ مستدلہ کے معانی میں زمانۂ قدیم سے اختلاف بھی چلا آرہا ہے، نیز ان کی بات کے غلط ہونے اور اس کے غیر کی

AlahazratNetwork.org

---

[1] اصل عبارت یہ ہے: اعلم ان المجوزین للصغائر علی الانبیاء من الفقهاء والمحدثین ومن شایعهم علی ذلک من المتکلمین احتجوا علی ذلک بظواهر کثیرة من القرآن والحدیث ان التزموا ظواهرها افضت بهم الی تجویز الکبائر وخرق الاجماع ومالایقول به مسلم فکیف وکل ما احتجوا به مما اختلف المفسرون فی معناه وتقابلت الاحتمالات فی مقتضاه وجاءت اقاویل فیها السلف بخلاف ما التزموه من ذلک فاذا لم یکن مذهبهم اجماعا وکان الخلاف فیما احتجوا به قدیما وقامت الدلالة علی خطأ قولهم وصحة غیره وجب ترکه والمصیر الی ما صح الخ۔

صحت پر دلیل قائم ہے تو اس کا ترک اور صحیح قول کی طرف رجوع واجب ہے۔

۱۲۔ قولہ قال لہ جبریل علیہ السلام[1] ای ولو عمداً علیٰ قول والصواب ان شاء اللہ تعالیٰ خلافہ و علیک بالشفاء۔

AlahazratNetwork.org

تشریح

آیت کریمہ ولقد همت به وهم بها کے تحت امام البغوی نے صیغہ مجہول (مارُوِیَ) کے ساتھ ایک روایت نقل فرمائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے سے باہر تشریف لا کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور حضرت زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ بات (یعنی قید خانہ سے باہر آنے کے لئے یہ استفسار کیا کہ اب ان عورتوں کا کیا خیال ہے؟) اس لئے کہی تاکہ بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں ارتکاب خیانت نہیں کیا۔ اس بات پر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا اے یوسف علیہ السلام! کیا اس وقت بھی نہیں جب آپ نے قصد فرمایا؟ آپ نے فرمایا میں اپنے نفس کو بے عیب نہیں بتاتا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ یہ اس قول کے مطابق ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کا قصد فرمایا حالانکہ صحیح بات اس کے خلاف ہے (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمایا تھا) اور شفاء شریف

[1] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۲۴)

میں اس مسئلہ کی تحقیق ملاحظہ کی جائے [1]

۱۳۔ قولہ ذنوب الانبیاء علیہم السلام فی القرآن انما ہی صورۃ وامامعنی فہم البطیئون المبرؤن صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم۔

AlahazratNetwork.org

تشریح

امام البغوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کا ذکر عار دلانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے انعامات کے اظہار کے لئے فرمایا نیز یہ بتانے کے لئے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ [2]

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ذنوبِ انبیاء علیہم السلام سے مراد صورتِ گناہ ہے ورنہ حقیقۃً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ ومبرا ہیں [3]

---

[1] اس شرح میں شفاء شریف کی بحث زیر نظر کتاب میں گزر چکی ہے لہٰذا وہاں سے دیکھا جاسکتا ہے (مرتب)

[2] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۲۴)

[3] "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے تحت انبیاء کرام علیہم السلام سے صادر ہونے والی لغزشوں کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے ورنہ ان سے گناہ کا تصور بھی ممکن نہیں (مرتب)

AlahazratNetwork.org

۱۴- قولہ ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش الزیادی [1]

اقول وقوّان شاء اللہ تعالیٰ من احسن الاقاویل۔

تشریح

ولقد همت به وهم بها الآیۃ کے تحت علامہ بغوی نے بعض محققین کا قول نقل فرمایا کہ ارادہ کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) ارادۂ ثابتہ یعنی جس میں عزم، رضا وغیرہ پائے جائیں اور اس پر مواخذہ ہے۔

(۲) اختیار و عزم کے بغیر محض نفس کی خواہش اور اس پر مواخذہ نہیں جب تک عمل نہ ہو یا زبان پر نہ آئے۔

اسی ضمن میں علامہ بغوی نے ایک روایت نقل فرمائی جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر عمل نہ کرے ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر اسے عملی جامہ پہنائے تو دس نیکیوں کا ثواب اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو جب تک عمل نہ کرے معاف ہے، عمل کی صورت میں اسی کی مثل گناہ لکھا جاتا ہے یعنی ایک گناہ۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں وهم بها لولا ان رای برهان ربہ الآیۃ میں ارادہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں مذکورہ جملہ اقوال میں سے یہ قول نہایت عمدہ ہے۔

۱۵- قولہ وعلیہ الاکثرون انسی الشیطٰن یوسف [2] وما ذا

---

[1] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۲۴)

[2] وجز (مخطوطہ)

[3] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۴۲)

یفعل بقولہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان
فاذا کان لھٰذا السلطان علی الانبیاء حتی ینسیھم
ذکر ربھم ومولٰھم فمن ھٰؤلاء العباد المخلصین
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم الاعتراف بتسلط
الشیطان علی یوسف اھون من الاقرار بتسلطہ فی ھٰذا
التاویل علی ھٰؤلاء الاکثرین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔

AlahazratNetwork.org

تشریح

فانسٰہ الشیطٰن ذکر ربہ۔ الاٰیۃ کی تفسیر میں امام بغوی نے فانسٰہ کی ضمیر منصوب متصل غائب کے مرجع کے بارے میں دو قول نقل کیے ایک صیغۂ مجہول "قیل" کے ساتھ کہ اس سے مراد ساقی ہے جس کو شیطان نے بادشاہ کے سامنے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنے سے باز رکھا اور ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے رب کا ذکر بھلا دیا حتی کہ آپ اس کے غیر سے خوشی کے طالب ہوئے اور یہی اکثر کا قول ہے۔

امام احمد رضا بریلوی اس قول کو ارشادِ خداوندی کے متصادم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلحاء کے بارے میں اللہ تعالٰی کا ارشاد موجود ہے کہ "اے شیطان! میرے خاص بندوں پر تو مسلط نہیں ہوسکتا" تو اگر انبیاءِ کرام علیہم السلام پر شیطان کا تسلط تسلیم کیا جائے کہ انہیں اس نے اپنے رب اور مالک کے ذکر سے غافل کر دیا تو پھر عام نیکوکار لوگ کس شمار میں

میں شمار ہوں گے۔ اس تاویل کے مطابق ان اکثر دین کا قول ذکر کیا گیا ہے۔ پر شیطان کے تسلط سے حضرت یوسف علیہ السلام پر اس کا تسلط زیادہ آسان ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم [1]

AlahazratNetwork.org

۱۴- قولہ وکان ھفوۃ من ہ کذب ذلک القائل فی عزوہ الیہ ولا یحل نقلہ الا للرد علیہ سبحٰن اللہ ما ھٰذہ الجرأۃ علی الانبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم۔ [2]

تشریح

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہا تو اس کے لئے ایک حیلہ کیا گیا کہ غلہ ناپنے والا پیمانہ ان کے غلہ میں رکھ دیا گیا، پھر آواز دی گئی اے قافلہ والو! ٹھہر جاؤ، تم نے چوری کی ہے، قرآن پاک میں انکم لسارقون کے الفاظ آتے ہیں۔ چونکہ یہ قول صحیح نہیں تھا کیونکہ انہوں نے چوری نہیں کی تھی اس لئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان الفاظ کا قائل کون تھا؟

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک یہ بات حضرت یوسف

---

[1] امام احمد رضا بریلوی کے کلام کے آخری حصے کا مطلب ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر شیطان کے تسلط کے قائل دراصل خود شیطان کے دھوکے میں آ گئے اور ان کے لئے یہی شیطان کے تسلط کا قول زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ قول کیا جائے ۱۲ (مرتب)

[2] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۷۰)

[3] اولی (مخطوطہ)

علیہ السلام کے کارندوں نے آپ کے حکم کے بغیر کی اور بعض کا قول یہ ہے
کہ خود حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اور یہ آپ کی لغزش تھی (معاذ اللہ)
امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں، اس قول کا قائل جھوٹا ہے کیونکہ اس نے
حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کی، پھر امام بغوی کے بارے
میں آپ تعجب فرماتے ہیں کہ انہوں نے بلا تردید یہ قول نقل کیا حالانکہ اس قسم
کا قول محض رد کے لئے نقل کرنا چاہئے، انبیاء کرام علیہم السلام پر ایسی جرأت
تعجب خیز ہے۔

AlahazratNetwork.org

۱۷۔ قولہ فقال ان اللہ لایتصدق انما یتصدق من یبتغی الثواب[1]
بل صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ
قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قصر المسافر۔

تشریح

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب غلہ کے حصول کے لئے
آپ کے ہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا، ہمیں پورا غلہ عطا فرمائیں اور
مزید کچھ بطور صدقہ (عطیہ) دیں، قرآن پاک میں یوں ہے وتصدق علینا[2]
امام بغوی نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں ایک واقعہ نقل فرمایا،
جس کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو یہ کہتے سنا کہ اللّٰھم
تصدق علی تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالے صدقہ نہیں دیتا کیونکہ صدقہ
دینے والے کی نیت طلب ثواب ہوتی ہے جبکہ یہ بات اللہ تعالے کی

---

[1] معالم التنزیل زیر آیت (۸۸ ، ۱۲)

شان کے لائق نہیں۔

امام احمد رضا بریلوی حضرت حسن کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے موقف پر حدیث پاک سے دلیل پیش فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا "نماز میں قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے اسے قبول کرو۔"[1]

AlahazratNetwork.org

۱۸- قولہ فیؤمنون حتی[2] قال یؤمنون[3] بصیغۃ الغائب لان قراءتہما افلا یعقلون اما قراءتنا فبالتاء الفوقیۃ۔

تشریح

آیۂ کریمہ ولدار الاخرۃ خیر للذین اتقوا افلا تعقلون کی تفسیر میں امام بغوی فرماتے ہیں کہ کیا وہ عقل نہیں رکھتے پس ایمان لاتے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ امام بغوی کے نزدیک چونکہ یعقلون یاء کے ساتھ ہے اس لئے فیؤمنون فرمایا گیا لیکن ہمارے نزدیک افلا تعقلون تاء کے ساتھ قراءت ہے لہٰذا فتؤمنون ہوگا[4]

---

[1] مسلم شریف ۱۲ ، ص ۲۳۱

[2] معالم التنزیل زیر آیت (۱۲ : ۱۰۹)

[3] ھکذا منون (المخطوطہ)

[4] پیش نظر نسخہ میں افلا تعقلون اور فتؤمنون ہے، غالباً آپ کے پاس نسخہ معالم میں یعقلون اور فیؤمنون ہوگا اس لئے آپ نے یہ قول ارشاد فرمایا ۱۲ (مرتب)

۱۹۔ قولہ روی عن ابن عباس ان معناہ ضعف قلوبھم[1]
ھذا کذب علی ابن عباس وکیف یضعف الرسل فی
ایمانہم بصدق ما وعدھم ربہم ھذا محال وضلال
مبین۔

AlahazratNetwork.org

تشریح

آیت کریمہ حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا الآیۃ کی تفسیر میں رسلِ کرام کی مایوسی کے بارے میں علامہ بغوی نے چند قول نقل فرمائے۔ بعض نے کہا کہ انبیاء کرام، ایمان لانے کے بارے میں اپنی قوم سے مایوس ہو گئے۔ بعض کے نزدیک انبیاء کرام اس بات سے مایوس ہو گئے کہ ان کی قوم سے جھٹلانے والے کبھی تصدیق نہیں کریں گے اور جو ایمان لائے وہ بھی جھوٹے ہیں اور شدتِ محنت اور تاخیرِ مدد کی وجہ سے وہ مرتد ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ انبیاء کرام قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوم نے یہ خیال کیا کہ رسولوں نے ان سے (معاذ اللہ) جھوٹ کہا ہے۔

ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ نے مدد کا جو وعدہ کیا وہ پورا نہیں کیا گیا اس لئے ان کے دل کمزور ہو گئے اور وہ مایوس ہو گئے اور یہ تقاضۂ بشریت ہے۔

---

[1] قلوب الرسل (مخطوطہ)

[2] معالم التنزیل زیرآیت (۱۲ : ۱۱۰)

امام احمد رضا بریلوی اس روایت کو غلط قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما پر یہ جھوٹ باندھا گیا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وعدہ خداوندی سے مایوسی اور ایمان کی کمزوری محال ہے اور ان سے ان کے رب نے جو وعدہ کیا وہ سچا ہے لہٰذا یہ بات محال اور کھلی گمراہی ہے۔

AlahazratNetwork.org

۲۰۔ قولہ وانزلنا الیک الذکر[1] اقول ھذا فی محاسن نظم القرآن العظیم امر الناس ان یسألوا اھل الذکر العلماء بالقرآن العظیم وارشد العلماء ان لایعتمدوا علی اذھانہم فی فہم القرآن بل یرجعوا الی مبینہ لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد الناس الی العلماء والعلماء الی الحدیث والحدیث الی القرآن وان الی ربک المنتہٰی فکما ان المجتہدین لو ترکوا الحدیث ورجعوا الی القرآن لضلوا ولہذا قال سفیان بن عیینۃ الحدیث[2] مضلۃ الا للفقہاء کما نقلہ[3] الامام ابن الحاج المکی فی المدخل[4]

تشریح

قرآن پاک میں اللہ تعالٰی نے عام لوگوں کو اہل علم (فقہاء) سے

---

[1] معالم التنزیل زیر آیت

[2] بہمبئی (مخطوطہ)

[3] نقلہ عنہ " " [4] ابن حاج مکی المدخل ج ۲ ص ۱۲۲

استفادہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا! فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون الاٰیۃ " اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھو" اور اس کے بعد فرمایا! وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس الاٰیۃ " اے محبوب! ہم نے آپ کی طرف نصیحت (قرآن پاک) اتاری تاکہ اسے لوگوں کے لئے بیان فرمائیں"

دونوں آیات کو باہم ملانے سے یہ مفہوم پیدا ہوا کہ قرآن پاک کے بیان کے لئے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت کے سمجھنے کے لئے فقہا اور پھر عام لوگوں کے لئے فقہا کی طرف رجوع لازمی ہے۔

اسی بات کو امام احمد رضا بریلوی محاسنِ قرآن میں سے قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کو قرآنِ مجید کے جاننے والے علماء (اہلِ ذکر) کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا اور علماء کی راہنمائی اس انداز میں کی گئی کہ وہ قرآن فہمی کے لئے محض اپنے ذہنوں پر اعتماد نہ کریں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی طرف رجوع کریں گویا کہ عام لوگوں کو علماء کی طرف علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآن پاک کی طرف لوٹا یا گیا اور بالآخر بات باری تعالیٰ تک جاتی ہے (کہ قرآن پاک اس کا نازل کردہ ہے) تو اب جس طرح اگر مجتہدین حدیث پاک سے اعراض برتیں اور براہ راست قرآن پاک کی طرف رجوع کریں تو گمراہی ان کا مقدر ہوتی ہے ! اسی طرح اگر عام لوگ مجتہدین سے روگردانی کرکے براہ راست حدیث پاک سے استفادہ کی کوشش کریں تو گمراہی کی وادی میں بھٹکتے پھریں گے اسی لئے سفیان بن عیینہ نے کہا ہے " غیر فقہاء کے لئے حدیث سے گمراہی کا خطرہ ہے" یہ قول امام ابن حاج مکی (م ۷۳۷ھ) نے المدخل میں نقل کیا ہے۔

AlahazratNetwork.org

۲۱۔ قولہ معناہ جعلناہ[1] صوابہ جعلناھم امراء۔

۲۲۔ قولہ لان الکل[2] ای التی بعد الفاء او الواو او ثم۔

۲۳۔ قولہ لام الامر ان اد[3] فلما تجزم بعد الفاء و الواو کذلک بعد ثم۔

۲۴۔ قولہ ابن عامر[4] علی اصحابہ الثلاثۃ المذکورین۔

تشریح

(۲۱) واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا الآیۃ کے تحت علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد کے نزدیک امّرنا تشدید کے ساتھ ہے حضرت حسن، قتادہ اور یعقوب نے مد کے ساتھ پڑھا اور دوسروں نے قصر کے ساتھ امرنا پڑھا ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ اس کے معانی جعلناھم امراء ہوں یعنی جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے شریر لوگوں کو امراء بنا دیتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ جعلناہ کی بجائے جعلناھم ہونا چاہیے تھا۔

(ف) پیش نظر نسخہ میں جعلناھم ہی ہے، غالباً اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے پیش نظر نسخہ میں جعلناہ ہوگا، اسی لئے ہم نے تصحیح کی ہے (مرتب)

AlahazratNetwork.org

[1] معالم التنزیل زیر آیت (۱۷ : ۱۶)

[2] ایضاً (۲۲ : ۱۵)

[3] ایضاً (")

[4] ایضاً (")

(۲۲-۲۳) آیتِ کریمہ من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ الاٰیۃ کے تحت علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ ابو عمرو، نافع، ابن عامر اور یعقوب نے ثم لیقطع اور ثم لیقضوا کو لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے کیونکہ یہ لام امر ہے اور لام امر مکسور ہوتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ "کل" سے مراد وہ صیغے ہیں جو "فاء" کے بعد ہوں، "واؤ" کے بعد ہوں یا "ثم" کے بعد ہوں لہٰذا جس طرح فاء اور واؤ کے بعد امر مجزوم ہوتا ہے اسی طرح "ثم" کے بعد بھی مجزوم ہوتا ہے۔

(۲۴) امام بغوی فرماتے ہیں کہ ابن عامر نے ولیوفوا اور ولیطوفوا کو بھی گذشتہ حکم میں داخل کرکے لام مکسور کے ساتھ پڑھا ہے اور ان دو الفاظ کو مزید اس حکم میں داخل کیا۔

امام احمد رضا بریلوی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ابن عامر نے اپنے تین اصحاب (ابو عمرو، نافع اور یعقوب) سے اس حکم میں دو الفاظ کا اضافہ کیا۔

AlahazratNetwork.org

۲۵- قولہ ان الطلاق قبل النکاح غیر واقع[1] اقول نعم لا وقوع للطلاق قبل النکاح ولا یقول بہ احد وھٰذا ھو مفاد

---

[1] معالم التنزیل زیر آیت (۳۳ : ۴۹)

الاٰیۃ و الحدیث الاولی اما ان الاضافۃ لاتجوز قبلہ فلادلالۃ علیہ فیہما و ھذا ظاھر جدا۔

تشریح

آیت کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ الاٰیۃ کی تفسیر میں علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی علامہ بغوی نے اس کی وضاحت کے لئے دو مثالیں بیان فرمائیں، ایک یہ کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے "جب میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے" دوسرے یہ کہ کہے "میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اسے طلاق ہے" ان دونوں صورتوں میں نکاح کے بعد طلاق واقع نہیں ہوگی۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ بلاشبہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسے یا آیت کریمہ اور آنے والی حدیث پاک لاطلاق قبل النکاح سے ظاہر ہے۔

لیکن یہ بات کہ کیا نکاح سے پہلے اضافتِ طلاق جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں نہ تو آیت (مذکورہ بالا) میں کوئی دلیل ہے اور نہ ہی حدیث پاک میں [1]

AlahazratNetwork.org

---

[1] امام احمد رضا بریلوی کی کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام بغوی کی بیان کردہ دلیل اور مثال میں مطابقت نہیں کیونکہ حکم تو یہ ہے کہ نکاح سے قبل طلاق صحیح نہیں اور مثال کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کے بعد بھی اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ احناف کے نزدیک امام بغوی کی بیان کردہ مثالوں میں

۲۶۔ قولہ فقال لاتقولن لرجل[1] کذا نقل عنہ فی المرقاۃ ص۴۴ ج۵۔

تشریح

آیت کریمہ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللّٰہ کی تفسیر میں علامہ بغوی نے ایک طویل بحث فرماتے ہوئے ضمضم بن جوشب کی ایک روایت نقل کی ہے راوی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو مجھے ایک اجنبی بزرگ نے آواز دی اے یمانی! ادھر آؤ (حاضر ہونے پر) اس بزرگ نے فرمایا کسی شخص کو یہ بات ہرگز نہ کہو، قسم بخدا! اللہ تعالٰی تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور تجھے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کریگا۔

(راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا میں ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہوں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام بغوی کے حوالے سے ملا علی قاری نے مرقات ج۵، ص۴۴ پر نقل کیا ہے۔

۲۷۔ قولہ ثم یاخذھن بشمالہ[2] بل کلتا یدی ربی یمین والثعلبی لایحتج بما روی لاسیما فی صفات اللّٰہ

طلاق ہو جائے گی۔ (عالمگیری ج۱، ص۴۲۰)

اور آیت کریمہ وحدیث پاک میں اس کے خلاف کوئی بات نہیں بلکہ وہاں طلاق قبل النکاح کی نفی ہے جبکہ یہاں نکاح کے بعد طلاق واقع ہو رہی ہے ۱۲ (مرتب)

[1] معالم التنزیل زیر آیت (۳۹: ۵۳)

[2] ایضاً (۳۹: ۶۸)

حیث لایجوز الاطلاق ما لم یتواتر۔

تشریح

آیت کریمہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیٰمۃ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ سبحٰنہ وتعالٰی عما یشرکون۔

کی تفسیر میں علامہ بغوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ایک روایت نقل فرمائی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی تمام آسمانوں کو لپیٹ دے گا، پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا کہ جبارین ومتکبرین کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے گا کہ جبارین ومتکبرین کہاں ہیں؟ یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم نے روایت کی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اللہ تعالٰی کی طرف بائیں ہاتھ کی نسبت صحیح نہیں بلکہ اس کے دونوں ہاتھ (جیسے اس کے شایانِ شان ہیں) دائیں کہلائیں گے[1] اور ثعلبی کی روایت کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالٰی کی صفات کا استعمال اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو۔

AlahazratNetwork.org

۲۸۔ قولہ ھذا حدیث صحیح[2] بل باطل کما علمت، لکن روی نحوہ ابن جریر عن ابن عباس مرفوعا

---

[1] ہاتھ اور دیگر اعضاء سے اللہ تعالٰی پاک ہے لہٰذا یہاں قدرت مراد ہوگی ۱۲ (مرتب)

[2] معالم التنزیل زیر آیت (۳۹:۶۸)

ج۲۴ ص ۱۷ - و رواہ ابو داؤد عن ابن عمر لکن لم یذکر لفظ الشمال بل قال بیدہ الاخری و رواہ البیہقی فی الاسماء ص ۲۳۷ و انکر ذکر الشمال فی اجمع۔

تشریح

مذکورہ بالا روایت کے بارے میں امام بغوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں (صحیح نہیں) بلکہ باطل ہے البتہ ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے[1] اور ابوداؤد نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی لیکن لفظ شمال (بایاں) کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا" دوسرے ہاتھ سے " امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات، ص ۲۳۷ میں روایت کیا اور بائیں ہاتھ کے ذکر کا انکار کیا۔

(ف) ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت بیان کی ہے اس میں دائیں اور بائیں ہاتھ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ ہیں (الجبار سمٰوٰتہ وارضہ بیدیہ۔ (مرتب)

AlahazratNetwork.org

۲۹- قولہ ویقبض اللہ الارض یوم القیٰمۃ[2] ھذا صحیح موافق للقرآن العظیم و این یخیب ذکر الشمال بل ولا ذکر

[1] ابن جریر، ج ۲۴، ص ۱۷

[2] معالم التنزیل زیر آیت (۳۹: ۶۸)

طلسالاسهعن۔

تشریح

آیت مذکورہ بالا کے تحت علامہ بغوی نے ایک دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سکیڑ دے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے شایان ہے) سے لپیٹ دے گا، پھر فرماتے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے اور قرآن مجید کے موافق ہے (کیونکہ قرآن پاک میں نہ تو بائیں ہاتھ کا ذکر ہے اور نہ ہی زمین کے لپیٹنے کا)۔ پھر اعلیٰ حضرت تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس دوسری روایت میں راوی سے کس طرح بائیں ہاتھ اور زمین کے لپیٹنے کا ذکر مخفی رہ گیا یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا ارشاد) فرمایا ہوتا اور یہ حدیث صحیح ہوتی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہی الفاظ کے ساتھ روایت فرماتے۔

AlahazratNetwork.org

۳۰۔ قولہ ان سبعین رجلا من اھل مکۃ[1] الذی فی

فی صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۰ ثمانین۔

تشریح

وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم۔

---

[1] معالم التنزیل دیہ آیت (۲۸ ، ۲۴)

ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیہم وکان اللہ بما تعملون بصیرا۔ (وہی ذات ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا، اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیابی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے)

آیتِ مذکورہ بالا کے شانِ نزول کے ضمن میں امام بغوی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی کہ اہلِ مکہ میں سے ستر مسلح افراد جبلِ تنعیم سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر حملہ کی نیت سے اترے تو صحابہ کرام نے انہیں قیدی بنالیا اور پھر انہیں چھوڑ دیا چنانچہ اس واقعہ پہ یہ آیت نازل ہوئی۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم[1] میں اسی افراد کا ذکر ہے[2]۔

AlahazratNetwork.org

۳۱۔ قولہ عن عبد اللہ بن عمر[3] صوابہ ابن عمرو بالواو رواہ ابو داؤد فی راکب البحر فی الغزو وبسندہ فیہ مجہولان۔

۳۲۔ قولہ وقال قتادۃ بالصیحۃ الطاغیۃ[4] وھو قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

---

[1] ص ۱۱۶/۲ (مخطوطہ) صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۴۴

[2] پیش نظر نسخہ میں اسی افراد کا ذکر ہے غالباً اعلیٰ حضرت والے نسخہ میں ۸۰ افراد کا ذکر ہوگا۔ (مرتب)

[3] معالم التنزیل زیرِ آیت (۶ : ۵۳۰)

[4] ایضاً (۵ : ۹۹)

تشریح

(۳۱) آیتِ کریمہ والبحر المسجور (سلگتے ہوئے سمندر کی قسم) کے تحت علامہ بغوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (عبداللہ بن عمرو) سے ایک روایت نقل کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غازی، عمرہ کرنے والے اور حاجی کے علاوہ کوئی شخص سمندر کا سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے یا آگ کے نیچے سمندر ہے (راوی کو شبہ ہے)[۱]

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ صحیح الفاظ عبداللہ بن عمرو (واؤ کے ساتھ) ہیں جس طرح ابو داؤد نے باب رکوب البحر فی الغزو میں روایت کیا اور اس روایت کی سند میں دو راوی مجہول ہیں[۲]

محولہ بالا ابو داؤد کی روایت اور معالم التنزیل کی منقولہ روایت بعض الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ ایک ہی مفہوم پر دلالت کرتی ہیں،

ابو داؤد کی روایت کی سند یوں ہے:

حدثنا سعید بن منصور نا اسمٰعیل بن زکریا عن مطرف عن بشر ابی عبد اللہ عن بشیر بن مسلم عن عبد اللہ بن عمرو۔

AlahazratNetwork.org

---

[۱] یہ اس دور کی بات ہے جب دریا کا سفر سب سے زیادہ خطرناک اور موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کی رعایت سے تنبیہ فرمائی کہ دینی فرائض کی بجاآوری اور ناگزیر ضرورت کے بغیر دریائی سفر اختیار نہ کیا جائے تاکہ ممکنہ خطرات سے محفوظ رہا جاسکے، واضح رہے کہ دریائی سفر کو محفوظ بنانے اور پہلا بحری بیڑا بنانے کا فخر بھی مسلمانوں ہی کو حاصل ہے، حضرت امیر معاویہ نے سب سے پہلے بحری بیڑے کی تنظیم کی ۱۲ (ارشاد عارف)

[۲] پیشِ نظر نسخہ میں عبداللہ بن عمرو تحریر ہے ۱۲ (مرتب)

بشیر بن مسلم کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں قال البخاری لم یصح حدیثہ قال مسلم بن قاسم مجہول[1]، بشر بن ابو عبداللہ کے بارے میں دارقطنی نے کہا لیس بالقوی[2]، اسمٰعیل بن زکریا کے بارے میں ہے حدیثہ فی کتمان العلم منکرۃ و ھو منکرۃ[3]

---

(۳۲) آیت کریمہ فاما ثمود فاھلکوا بالطاغیۃ کی تفسیر میں الطاغیہ کے بارے میں علامہ بغوی نے دو قول نقل کئے ایک یہ کہ الطاغیہ سے مراد سرکشی اور کفر ہے یعنی قوم ثمود کو ان کے کفر اور سرکشی کے باعث ہلاک کیا گیا اور حضرت قتادہ کا قول یہ ہے کہ الطاغیہ صفت ہے اور الصیحۃ موصوف مقدر ہے یعنی ایک حد سے متجاوز چیخ سے انہیں ہلاک کیا گیا۔
امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔

---

[1] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۴۶۷

[2] ایضاً : ۳۳ - ۴۳۲

[3] ابن حجر، لسان المیزان، ج ۱، ص ۴۰۵

کتبہ : یکے از گدایان پیر سیال، شاہ محمد چشتی عفی عنہ، قصور
۳ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ
بوقت سحری